سوال

(86) جوکوئی حاکم حقیقی پروردگار کوکہ ہر بات سنتا ہے الخ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جوکوئی حاکم حقیقی پروردگار کوکہ ہر بات سنتا ہے، اور ہر چیز سے خبر رکھتا ہے ساتھ حاکم مجازی دنیا کے باین معنی تشبیہ دیوے، کہ جیسے حاکم دنیاوی سے کسی چیز کو مانگنا، اوران سے داد چاہنا، اور استعانت کرنا بغیر وسیلہ کے نہیں ہوسکتا ہے، ویسا ہی خداوند تعالیٰ سے کہ دربار اس کا سب درباروں سے عالی ہے، بغیر وسائل کے حاجت روائی نہیں ہو سکتی ہے، اور بغیر وسیلہ کے اللہ کسی کی بات نہیں سنتا ہے، پس واسطے اس شخص کے ازروئے شرع شریف کے کیا حکم ہونا چاہیے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں توسل اولیاء واموات کی حاجت نہیں، بلاوسیلہ وہ سنتا ہے، کیونکہ حق سبحانہ خود فرماتا ہے:

نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ

''ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔''

وَاَسِرُّوۡا قَوۡلَکُمۡ اَوِاجۡهَرُوۡا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ

''تم بات آہستہ کرو یا ظاہر کرو، وہ سینے کی باتیں بھی جانتا ہے۔'' ۱۲

((وغیرھا من الایات الکریمۃ))

حدیث شریف میں وارد ہے:

((عن ابن عباس قال کنت خلف رسول اللہ ﷺ یوما فقال یا غلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاھک واذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ رواہ احمد والترمذی کذافی المشکوٰة))

''ابن عباس کہتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے سواری پر تھا، آپ نے فرمایا: بیٹا اللہ کا خیال رکھنا، اللہ بھی تیرا خیال رکھے گا، اور جب مانگے تو اللہ سے مانگ، اور مدد کی ضرورت ہو، تو اللہ سے طلب کر۔'' ۱۲

مال علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

((قولہ اذا سألت فَاسْئَلِ اللّٰہ ای فاسئلہ وحدہ لان خزائن العطایا عندہ ومفاتیح المواھب والمزایا بیدہ وکل نعمۃ او نقمۃ دنیویۃ واخرویۃ فانھا تصل الی العبد وتندفع عنہ برحمۃ من غیر شائبۃ غرض وعلۃ لانہ الجواد المطلق والغنی الذی لایفتقر فینبغی ان لایرجی الا رحمتہ ولایخشی الا نقمتہ ویلتجی عظام المھام الیہ ویعتمد فی جمھور الامور علیہ ولایسآل غیرہ غیر قادر علی العطایا والمنع النفع الضر وجلب النفع فانھم لایملکون لانفسھم نفعا ولاضرا ولایملکون موتا ولاحیاۃ ولانشورا۔ انتھی مافی المرقات لملا علی القاری۔ قال رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ الأیۃ))

''صرف ایک اللہ سے مانگ، کیونکہ تمام خزانے اسی کے پاس ہیں، تمام دنیاوی اور اخروی نعمتیں اسی کے قبضہ میں ہیں، وہ بغیر کسی لالچ کے بندہ پر احسان کرتا ہے، اور اس کی تکلیفیں دور کرتا ہے سو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور اسی سے توقع رکھنی چاہیے، اور تمام کام اسی کے سپرد کرنے چاہئیں، اور اس کے علاوہ اور کسی سے کوئی توقع نہ رکھنی چاہیے، کہ کسی کے پاس کوئی بھی اختیار نہیں ہے، نہ کوئی دے سکتا ہے، نہ لے سکتا ہے، بلکہ کوئی بھی اپنے نفع و نقصان کا مالک نہیں۔''

کیا رحمت کاملہ اس ارحم الراحمین کی ہے، کہ طلب دعا کے واسطے بصیغہ امر بتاکید ارشاد فرماتا ہے:

((عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الدعاء ھو العبادۃ وفی روایۃ اخری الدعا مخ العبادۃ ثم قراء قال رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ))

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دعا ہی عبادت ہے اور فرمایا: ''پکارنا عبادت کا مغز ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔'' ۱۲

درعدم ما مستحقان کے بدیم کہ برین جان دیدین دانش شدیم

ما نبودیم وتقاضا ما نہ بود لطف تو نا گفتہ ما را می شنود

((عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال ینزل ربنا تبارک وتعالیٰ کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنیا حِیْنَ یَبْقیٰ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ یَقُوْلُ مَنْ یَدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِبَ لَہ مَنْ یَسْءَلُنِیْ فَاُعْطِہ مَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَہ کما رواہ البخاری وغیرہ من المحدثین))

''اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات پچھلے تیسرے حصہ میں آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اس کو دوں، کون گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اسی کو بخشوں۔'' ۱۲

یعنی بخوانید مراد از من خواہید، کہ خزانہ عامرہ رحمت من مالامال است وکرم من بخشندہ ومال، کدام گدائے دست نیاز پیش آوردہ کہ نقد مراد برکف امیدش نہ نہادم وکدام محتاج زبان سوال کشادہ، کہ رقعہ حاجتش بتوقیع اجابت موشح نساء ختم اے غافلان مردہ دلان بشنوید ے

بر آستان ارادت کہ سر نہاد شبے کہ لطف دوست بردیش ہزار در نکشاد

اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی دعا واستعانت وسوال للہ جل شانہ کی جناب میں نہیں کرتا، تو اللہ کریم ورحیم اس سے ناخوش ہوتا ہے۔

((عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من لم یسأل اللّٰہ یغضب علیہ رواہ الترمذی۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لیس شیٔ اکرم علی اللّٰہ من الدعاء رواہ الترمذی))

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو اللہ سے نہ مانگے، اللہ اس پر ناراض ہوجاتا ہے اور فرمایا: دعاء سے بڑھ کر خدا کے نزدیک کوئی چیز بھی معزز نہیں ہے۔'' ۱۲

یحبھم ویحبونہ چہ اقرار است بزیر پردہ نگر خویش را خریدار است

ارباب شریعت پر مخفی نہیں کہ بندوں کی طاعت وسیلہ ہے ظاہر میں نجات کا یعنی امتثال اوامر واجتناب نواہی وسیلہ ہے ظاہر ہیں، اور باطن میں نظر اور پر رافت کاملہ اور رحمت شاملہ کے چاہیے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور برائیاں چھوڑ کر اور نیکی کر کے اس تک پہنچنے کا وسیلہ بناؤ۔''

((من فعل الطاعات وترک السیئات کذافی المدارک وغیرہ من التقاسیر وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ الاٰیۃ))

این طلب ما بے طلب تو وادۂ گنج احسان برہمہ بکشادۂ

این طلب درما ہم از ایجاد وتست رستن از بیداد یارب داوتست

این قدر ارشاد تو بخشیدۂ تا بدین بس عیب ما پلوشیدۂ

قطرۂ دانش کہ بخشیدی زپش متصل گردان بدریاہاۓ خویش

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

''مقرر کیا ہے تمہارے رب نے اپنے آپ پر مہربانی کرنی، بے شک جو تم سے جہالت کی وجہ سے برے کام کرے، پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے، تو بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

دردمندان گنہ را روز وشب شربتے بہتر ز استغفار نیست

آرزومندان وصل یار را چارہ غیر از نالہاۓ زار نیست

قال اللہ تعالیٰ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور وہ حقیقت میں نہیں سنتے یعنی ایسا سننا بھی سے کوئی حاصل نہ ہوا۔'' ۱۲

مباشید مانند آنانکہ گفتند شنیدیم ما مثل اہل کتاب یا منافقان وھم لَا یَسْمَعُوْنَ وحالانکہ ایشان نمی شنوند، شنیدنی کہ بدان نفع گیرند، پس گویا کہ نمی شنوند

گوکہ می شنوم ہرچہ گفتی سعدی چہ شد کہ می شنون چون سخن نمی شنوی

قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ الایۃ

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مومن وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر خدا کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔'' ۱۲

چہ ہرسکے کہ در سطوت غلبہ نورانیت حق مضمحل و مقہور شداد راپردائے ماسوی اللہ نہ می ماند

ہرکہ اودر بحر مستغرق شود فارغ از کشتی واز زورق شود

غرقۂ دریا بجز دریاندید غیر دریا ہست بردے ناپدید

توزوری وہ بروری وامماں از سبب بگدز مسبب بین عیاں

ازسباب می رسد ہر خیر و شر نیست زااسیاب وسائطرا اے پسر

اصل یمندیدہ چون اکمل بود فرع یمندیدہ چون احول بود

تفسیر بیضاوی میں تحت آیت کریمہ :

وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَدۡعُوۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وَہُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ

’’اور کون آدمی اس سے گمراہ تر ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دے سکے، اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔‘‘

کے تحت لکھا ہے :

((لِاَنَّھُمۡ اِمَّا جَمَادٌ وَاِمَّا عِبَادٌ مُسَخَّرُوۡنَ مُشۡتَغِلُوۡنَ بِاَحۡوَالِھِمۡ ۔ انتہی کلام قاضی البیضاوی))

’’کہ یا تو وہ جمادات ہیں، یا بندے ہیں جو اپنے حال میں مشغول ہیں۔‘‘ ۱۲

واضح ہو صاحبان دانش پر کہ کفار بھی معبودان باطلہ کو برابر خدا تعالیٰ کے کسی طرح کی قدرت میں نہیں جانتے تھے، بلکہ بمجرد تشبیہ نہ تحقیق ان سے حاجت روائی چاہتے تھے، سو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس تشبیہ مجرد پر مشرک فرمایا، جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں تحت آیت : فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ کے مذکور ہے :

((تسمیۃ مایعبدہ المشرکون دون اللہ اندادا وما زعموا انھا تساویہ فی ذاتہ وصفاتہ ولا انھا تخالفہ فی افعالہ لانھم لما ترکوا عبادتہ الی عبادتھا سموھا الھۃ شابھت حالھم حال من یعتقد انھا ذوات واجبۃ بالذات قادرۃ علی ان تدفع عنھم باس اللہ و تمتعھم مالم یرد اللہ بھم الیٰ اٰخرما فی البیضاوی))

’’تفسیر بیضاوی میں تحت آیت : فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ کے تحت لکھا ہے کہ مشرکوں کے معبودوں کو اندادا (برابر) فرمایا ہے حالانکہ مشرکین کا یہ عقیدہ نہیں تھا، کہ وہ صفات واحوال میں خدا کے برابر ہیں لیکن چونکہ وہ خدا کی عبادت چھوڑ کر ان کی عبادت میں مشغول ہو گئے تھے، تو گویا ان کی حالات اس آدمی جیسی ہوئی جو یہ عقیدہ رکھے کہ وہ ذات واجب بالذت میں، وہ خدا کا عذاب روکنے اور خدا کی بند کی ہوئی نعمتوں کو عطا کر دینے کی قدرت رکھتے ہیں۔‘‘ ۱۲

اور چلہ کرنا قبروں کے پاس اس نیت سے کہ بہ سبب مجاوت اہل قبور کے حاجت روائی ہماری ہو جائے گی، اور اس لیے لوگ مقبرہ بزرگان میں بامید استعانت چلہ کرتے ہیں تو اس طرح کے چلہ اور عکوف اصنام میں کہ عادت کفار کی تھی، کچھ فرق نہیں، دونوں برابر ہیں کیونکہ چلہ عبارت اسی سے ہے کہ کسی بزرگ کی قبر پر اقامت اور مجاورت و بودو باش رات دن کا اختیار کرنا چند روزہ اور یہی معنی عکوف کے ہیں، تو یہ چلہ نوع شرک ہے کہ امید نفع و شر کا اپنی حاجت براری کے لیے اعتقاد کر کے چلہ بیٹھتے ہیں قبروں کے پاس اور اسی پر حضرت آدم علیہ السلام نے الزام دیا، اپنی قوم کو، عکوف برچیز سے مقیم بودن آوردن صلہ یعلی قولہ تعالیٰ :

((يَعۡكُفُوۡنَ عَلٰۤى اَصۡنَامٍ لَّهُمۡ ويقال فلان عكف على فوج حرام))

وگرد چیز سے برگشتن عکف الجوھر فی النظ کذا فی الصراح۔ الاعتکاف والعکوف الاقامۃ علی الشئی وبالمکان ولزومھا کذا فی مجمع البحار للشیخ العلامۃ ابن طاہر الفتنی قال اللہ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيۡلُ الَّتِىۡۤ اَنۡتُمۡ لَهَا عَاكِفُوۡنَ

''اعتکاف کا معنی ہے بیٹھنا، کسی جگہ کو لازم پکڑلینا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ کیا مورتیاں ہیں جن پر تم دھرنا مار کر بیٹھے ہو۔'' ۱۲

ترجمہ شاہ ولی اللہ والد شاہ عبدالعزیز قدس سرہما، چیست این صورتہا کہ شما برآن مجاورت وارید۔ انتہی مافی فتح الرحمن۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر برادر شاہ عبدالعزیز قدر سرہما۔ یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو، موضع القرآن۔

((ان العلۃ التی نہی النبی ﷺ لاجلھا من الصلوۃ عند القبور انما ھو لئلایتخذ ذریعۃ الی نوع من الشرک یا لعکوف علیھا وتعلق القلوب بھا رغبۃ ورھبۃ ومن المعلوم ان المضطر فی الدماء الذی قدر نزلت بہ نازلہ فید عوالا ستجلاب خیر کا الا استشفاء اولدفع شر کا کالاستصار فی حالتہ فی افتنانہ بالقبر واذرجاء الاجاجۃ عندھا اعظم من حال من یؤدی الفرض عندھا فی حالتہ العافیۃ فان اکثر المصلین فی حالہ العافیۃ لاتمکاد تفتتن قلوبھم بذلک الاقلیلا اما الدعاعون المضطرون ففتنتھم بذلک عظیمۃ جدا فاذا کانت المفسدۃ والفتنۃ التی لاجلھا نہی عن الصلوۃ مخففۃ فی ھؤلاء کان نھیھم عن ذلک اوکد وھذا اواضح لمن فقہ فی دین اللہ وتبیین لہ ما جارت بہ الحنیفیۃ فی الدین الخالص للہ وعلم السنۃ امام المتقین فی تجرید التوحید ونفی الشرک بکل طریق فلایخلوا امان یکون الدعاء عند القبور افضل منہ فی غیر ذلک البقعۃ اولایکون۔ فان کان الافضل لم یجز ان یخفی علم ھذا عن الصحابۃ والتابعین وتابعیھم فتکون القرون الثلثۃ الفاضلۃ جاھلۃ بھذا الفضل العظیم ویعلمہ من بعد ھم ولم یجز ان یعلموا ما فیہ من الفضل ویریدوا فیہ مع حرمحم علی کال خیر لاسماء الدعاء وھم یعلمون فضل الدعاء عندھا افضل کان قصد الدعاء عندھا ضلالۃ ومعصیۃ کما لو تحری الدعاء وقصدھا عند سائر البقاع التی لافضیلۃ الدعاء عندھا وھذا الدلیل قد دل علیہ کتاب اللہ فی غیر موضع مثل قولہ تعالیٰ اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ فاذا لم یشرع اللہ استحباب الدعاء عند المقابر ولاوجوبہ فمن شرعہ فقد شرع من الدین مالم یأذن اللہ وقال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ وَالۡاِثۡمَ وَالۡبَغۡىَ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ وَاَنۡ تُشۡرِكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا وَّاَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ وھذہ العبادۃ عند المقابر نوع من اَنۡ یشرک باللہ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ عَلَيۡكُمۡ سُلۡطٰنًا لان اللہ لم ینزل حجۃ یتضمن استحباب قصد الدعاء عند القبور وفضلہ علی غیرہ ومن جعل ذلک دین اللہ فقد قال علی اللہ مالم یعلم ثم اصحاب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ الذین ادرکوہ مثل ابی یوسف ومحمد عزفر والحسن بن زیادہ وطبقتھم لم یکونوا یتحرون الدعاء لاعند قبر ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ولاغیرہ انتہی مافی الصراط المستقیم شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم وھکذا فی صواعق الالھیۃ لعلامۃ القنوجی محمد بشیر الدین رحمۃ اللہ علیہ۔))

''آنحضرت ﷺ نے قبر کے پاس نماز پڑھنے سے روکا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قبر پر بیٹھنے سے شرک کا ایک اور ذریعہ پیدا نہ ہو جائے، اور ان کے دلوں میں ڈر اور امید کا تعلق نہ پیدا ہو، اور یہ تو واضح بات ہے کہ مصیبت زدہ آدمی بہ نسبت عافیت والے کے جلدی فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور دعا کرنے والے عموماً بے قرار اور مصیبت زدہ ہی ہوتے ہیں تو اس خطرہ سے قبر کے پاس دعا و نماز سے روک دیا گیا، کہ مبادا قبروں سے لوگ مرادیں نہ مانگنے لگیں، اب قابل غور یہ امر ہے، کہ جب اس فتنہ سے بچانے کے لیے اس نماز اور دعا سے بھی روک دیا گیا، جو خدا کے سامنے ہو تو صاحب قبر سے دعا مانگنے کی نہی تو اس سے بھی زیادہ مؤکد ہوگی۔

پھر یہ بھی سوچیں، کہ دعا کے لیے سب سے بہتر جگہ قبر ہے یا کوئی اور، اگر قبر سب سے افضل ہے تو نبی ﷺ اور تمام صحابہ اور تابعین اور دوسرے ائمہ ہدیٰ اس سے بے خبر تھے، کیونکہ کسی نے بھی قبر کے پاس جا کر کبھی دعا نہ کی، اور یہ ناممکن ہے کہ ایک چیز بہتر ہو، اور اس کا پتہ ان لوگوں کو نہ ہو، اور اگر کوئی اور جگہ بہتر ہے مثلاً مسجد وغیرہ تو پھر دعا اور نماز اس جگہ ہونی چاہیے، نہ کہ قبر کے پاس، یہ دین میں ایسی ایجاد ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں فرمائی، پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام شاگردوں میں سے کسی ایک نے بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس جا کر دعا نہ کی۔'' ۱۲

(طالب الحسینین سید محمد نذیر حسین) (زشرف سید الکونین شد شریف حسین) (الجواب صحیح وخلافہ تبیع: محمد عبدالحلیم) (محمد حفیظ اللہ)

(محمد یوسف۔ جواب مجیب صحیح ہے، جو اس پر بھی نہ سمجھے، تو جہل ہے)

(محمد غلام اکبر خان سنی حنفی : خدا نے مہر ہے دل پر لگائی)

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۔ ذٰلِکَ فَضلُ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَشاءُ وَاللہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

(محمد حسین قادری وغفوری) (محمد صدیق) (ہست منصور علی از احمد)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاوی علمائے حدیث]

جلد 09 ص 188-195